نقشِ اول

مدارس میں احادیث کی تدریس

دینی مدارس میں احادیث کی تدریس کا عمل آج ایک مربوط نظام کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ خصوصاً آخری برسوں میں صحاح ستہ کی تدریس پر خاصا وقت صرف کیا جاتا ہے، اس کے علاوہ یہ تدریسی عمل محض صحاح ستہ تک کی تعلیم وتدریس تک ہی محدود نہیں، مختلف مسالک، اور ان کے وفاقوں (بورڈز) نے صحاح ستہ کے علاوہ بھی بعض کتب حدیث اپنے اپنے ذوق کے مطابق منتخب اور داخل نصاب کی ہوئی ہیں۔ یہ ایک قابل ستائش عمل ہے۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ مشاہدہ بھی عام ہے کہ ان کتب کی تدریس بعض لگے بندھے طریق کار کے تحت عمل میں آرہی ہے، جس میں بعض مسلکی ضرورتوں کا تو خیال رکھا گیا ہے، جس کی اپنی افادیت ہے، مگر اس کے نتیجے میں احادیث کا تقدس، اس کے مضامین اور مباحث کی افادیت، تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمہ جہتی اور پیغام اسلام کی عالم گیریت صحیح معنیٰ میں اجاگر نہیں ہوتی۔ یوں یہ ساری محنت، وسائل کا استعمال، طلبہ کی مشقت اور اساتذہ کی دقیقہ رسی وجاں فشانی چند کلیوں پر قناعت کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ ان احادیث میں پوشیدہ آفاقی حقیقتوں اور افلاک کی وسعتوں تک طلبہ کی رسائی نہیں ہو پاتی۔

عبادات دین اسلام کا اہم ترین جز ہیں۔ ان میں بھی نماز کا درجہ سب سے فائق تر ہے، اور اس کے لئے طہارت کا حصول لازمی امر ہے اس بنا پر ان امور پر توجہ ہر دور کے اہل علم کی مساعی کا مرکز رہی ہے۔ یہی سبب ہے کہ کتب حدیث ہوں یا کتب فقہ عام طور پر ان کا آغاز ان ہی مباحث سے ہوتا ہے۔ ان کتب کی عام اور درسی ہر نوع کی شروح میں بھی ان مباحث پر زیادہ توجہ دی گئی ہے۔ یہ سب اپنی جگہ درست ہے مگر کسی ایک عنوان یا باب کی اہمیت کا مفہوم یہ قطعاً نہیں ہوتا کہ دوسرے عناوین یا ابواب کو سرے سے کوئی اہمیت ہی حاصل نہیں ہے، یا اہمیت حاصل ہے تو

واجبی سی۔

حقیقت یہ ہے کہ عبادات سے بھی پہلے ایمانیات سب سے زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ صحیح بخاری میں خاص طور پر اس کی تدریس طولانی مباحث پر مشتمل ہوتی ہے۔ مگر ان مباحث کو بھی آج کے حالات، عوام الناس کے قلوب واذہان میں پیدا ہونے والے شکوک وشبہات، مغربیت کی یلغار کے نتیجے میں پیدا ہونے والے فکری مفاسد اور ہماری ضرورتوں سے ہم آہنگ کرنے کی ضرورت ہے۔ اس حقیقت سے شاید انکار نہ ہو سکے کہ احادیث نبویہ میں ان تمام اشکالات کا حل اور سوالات کا درست جواب موجود ہے، محض تھوڑی سی محنت، قدرے مطالعہ، ضرورت کا احساس اور اسلوب تدریس میں تھوڑی سی تبدیلی کی ضرورت ہے۔

اسی طرح جدید معاشی نظریات اور مسائل کو کتاب البیوع کے ضمن میں تفصیل کے ساتھ ذکر کرنا ضروری ہے، جس کی جانب بعض مدارس میں توجہ دی بھی جارہی ہے، مگر وہ انفرادی نوعیت کا عمل ہے، اسے اجتماعی بنانے کی ضرورت ہے۔ بعض جدید مباحث میں دو واضح مکاتب فکر ہیں۔ مثلاً اسلامی بنکاری اور تکافل پر دو آراء موجود ہیں، ایسے میں ہمارا تدریسی عمل یوں ہونا چاہئے کہ وہ ان دونوں مسائل اور ان جیسے دیگر جدید مسائل کی موجود شکل، اس کی خامیوں اور ان پر وارد شدہ اشکالات کو طلبہ کے سامنے پیش کردے۔ تاکہ ان کے لئے درست اور غلط کا فیصلہ کرنا سہل ہو جائے۔

کتب احادیث کے دیگر ابواب مثلاً ابواب الادب، اخلاق، زہد ورقاق، صفات المومنین والمنافقین، دعا واستغفار، فتن واشراط الساعۃ، تفسیر البر والصلۃ، القدر، العلم، الفضائل، الملاحم، السنۃ، الحدود، اللباس، الاطعمہ، الاشربہ وغیرہ بھی ہماری توجہ چاہتے ہیں، آخر ان ابواب کے تحت مندرج احادیث بھی نبی آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی زبان مبارک سے ادا ہوئی ہیں اور آپ ﷺ ہی کے اسوۂ حسنہ کا حصہ ہیں۔ آخر حدیث کی حیثیت سے ان ابواب میں ابواب الطہارۃ وصلاۃ وغیرہ کے مقابلے میں کیا فرق ہے؟ کیا صرف یہی کہ ان ابواب پر قدمانے خاصی تفصیلی مباحث بیان کردیئے ہیں؟ وہ اگر اپنے حصے کا فریضہ سرانجام دے چکے ہیں تو ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارے ذمے کا کام ابھی باقی ہے۔

سید عزیز الرحمٰن